روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | سوموار ۱۹ - ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ، ۳ - احسان ہش ۱۳۷۰، ۳ - جون ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۲۴

اپنی نیّتوں کا تجزیہ کریں

"اگر آپ روزمرّہ کی زندگی میں اپنے نفوس کا، اپنی نیّتوں کا تجزیہ کریں۔ تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہونگے کہ مؤحّد ہوتے ہوئے بھی بسا اوقات جب آپ (تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو رب العالمین ہے) کہتے ہیں کہ تمام تر حمد صرف اللہ ہی کیلئے ہے تو دل کے گوشے سے ایک آواز اٹھتی ہے۔ الحمدُ لی۔ الحمدُ لی۔ سب حمد تو میرے لئے ہے اور میرے لئے ہے"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مَیں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے، اس لئے مَیں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاءؑ کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے، کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اس میں (—) اللہ کی طرف ایک فعلِ عبث کو منسوب کیا جائے گا، حالانکہ اس کی ذات پاک ہے (سُبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ)

پس یاد رکھو کہ کتابِ مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے۔ جیسے فرمایا ..... (الانبیاء: ۱۰۸) اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ..... (البقرہ: ۳) یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالاتِ متفرقہ جو انبیاءؑ میں تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیئے۔ اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے، وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۲۶)

تمہارا ہتھیار صرف دُعا ہو کیونکہ دُعا بڑی نعمت ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

جموں کا رئیس بیمار تھا۔ اس نے بہت دوائیں کیں کچھ فائدہ نہ ہوا تو فقراء کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ہندو فقراء سے فائدہ نہ ہوا تو مسلمان فقراء کی طرف توجہ کی اور ان سب فقراء کو بڑا روپیہ دیا۔ ایک میرا دوست جو اس روپے کے خرچ کا افسر تھا۔ اس نے ذکر کیا کہ تین لاکھ تو خرچ ہو چکا اب ایک فقیر سنا ہے جسے بلانے کے لئے آدمی گیا اور اس کے لئے اتنے ہزار روپے تھے مگر اس کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ میرا کام تو دعا کرنا ہے۔ دعا جیسی لدھیانہ میں ہو سکتی ہے ویسی کشمیر میں، دونوں جگہ کا خدا ایک ہے۔ وہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک بات ہے اگر آپ کا رعایا سے اچھا سلوک نہیں تو اس کے افراد بددعائیں دے رہے ہوں گے تو مَیں ایک دعا کرنے والا کیا کر سکتا ہوں۔ باقی رہے روپے! سو جب آپ نے فقیر سمجھا ہے تو پھر غنی نہیں ہو سکتا۔ اس افسر نے کہا کہ مَیں ایسا آدمی ہندوؤں میں دیکھا ہے نہ مسلمانوں میں۔ مَیں نے کہا سردار صاحب ایسے آدمیوں کے ساتھ رشتہ ہو تو پھر کیا بات ہے۔ سنو! عبدالحیؑ کی ماں اسی بزرگ کی بیٹی ہے۔ خدا تعالیٰ میری خواہش تو یوں پوری کرتا ہے۔ اب مَیں غیر کا محتاج بنوں تو یہ عدل نہیں۔ دین نے نیکوں سے اخلاص کے ساتھ تعلق چاہا تو خدا کو بھی پسند آیا۔ ہمارے گھر میں باغ لگا دیا۔ فرط دیئے۔ عقل مند بھی دیئے اسی واسطے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تمہارا ہتھیار دعا ہو جائے۔ دعا بڑی نعمت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ - جولائی ۱۹۱۳ء)

درخواست دُعا

مکرم میجر منظور الحسن صاحب (والد محترم جناب کرنل ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری۔ راولپنڈی) بعارضہ قلب بیمار ہیں اور اس وقت راولپنڈی کے ہسپتال میں INTENSIVE CARE میں ہیں۔

احباب کرام سے ان کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان نکاح

مکرم ڈاکٹر ضیاء اللہ سیال صاحب ابن مکرم چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال وکیل الدیوان، تحریک جدید ربوہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ الولی صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر ظفر اللہ خان صاحب پی ایچ ڈی (وفات یافتہ) کے ساتھ بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے مورخہ ۲۴ رمئی ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر بیت المبارک میں پڑھا۔

مکرم ڈاکٹر ضیاء اللہ سیال صاحب محترم عطا محمد صاحب بنگوی سابق امیر جماعت احمدیہ جڑانوالہ رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نواسے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔

امید ہے کہ آپ اپنے بچوں کو حضرت امام جماعت ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے خطبات پڑھنے کی تلقین کرتے ہونگے۔ خطبات کے خلاصے ان کو سنائیں تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۔ احسان ۱۳۷۰ ہش — ۳۔ جون ۱۹۹۱ء

آئندہ نسلوں سے رابطہ

یوں تو بعض لوگ اپنا شجرہ نسب بہت دُور تک لے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پڑدادا کا نام پوچھیں تو وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگتے ہیں اور وہ بتا نہیں سکتے۔ یعنی نہ آج کے لوگ گذرے ہوئے بزرگوں کو جانتے ہیں اور نہ وہ بزرگ اس وقت کے لوگوں کو جانتے تھے۔ اور وہ جان بھی کس طرح سکتے تھے۔

لیکن رابطہ کا ایک ذریعہ موجود ہے اور وہ یہ کہ ہم آئندہ نسلوں کے لئے دعائیں کریں۔ انہیں اپنے ذہن میں رکھ کر۔ انہیں اپنے دل کے قریب سمجھ کر، اور ان کی بہبود کے خیال سے۔ اس طرح آئندہ آنے والی نسلیں بھی اپنے بڑوں کے لئے دعائیں کریں۔ ان سے رشتہ جوڑیں۔ ان سے پیار کریں۔ انکی بلندی درجات کیلئے ہر لمحہ خواہاں رہیں۔

اگر ہمارے بعد آنے والوں کو اس بات کا یقین دلایا جا سکے کہ ہم نے ان کے لئے دعائیں کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ان پر ڈھیروں ڈھیر فضل نازل فرمائے ہیں تو یقیناً وہ ہمیں بھول نہیں سکیں گے۔ وہ پیچھے کی طرف کٹی نسلوں کو دیکھیں گے اور ان کے لئے دعا کریں گے۔

یہ رابطہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور ہمیں ضرورت ہے کہ اس ذریعہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز فرماتے ہیں:

"آجکل جماعت کو تمام دنیا میں جو ضرورتیں پیش ہیں۔ اور نئے نئے رستے ترقیات کے کھل رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نئے خطرات بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک بڑی عظیم عالمی جدوجہد کی کیفیت ہے جس میں جماعت اس نئی صدی میں داخل ہوئی ہے۔ اور روز روز نئے میدان کھلتے رہیں گے۔ اس لئے ابھی سے دعاؤں کی عادت خود بھی ڈالیں اور اپنے بچوں کو بھی دعاؤں کی اہمیت سمجھاتے رہیں۔ اور دعائیں کرنے کے سلیقے سکھائیں۔ اگلی نسل کو دعا پر قائم کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ ورنہ ہمارا اگلی نسلوں کے ساتھ سب سے زیادہ اہم پیوند کٹ جائے گا۔ سب سے اہم پیوند جو ہم اگلی نسلوں کے ساتھ قائم کر سکتے ہیں وہ یہی دعا کرنے کا پیوند ہے۔"

کہی اَن کہی وجہِ الزام کیوں ہے
شرافت زمانے میں بدنام کیوں ہے
مجھے تو کئی کام کرنے ہیں لیکن
تمہارا، فقط، مخبری کام کیوں ہے

ابوالاقبال

○

ایک اُس دَر کے سوا سجدہ کبھی آیا نہ راس
اُس کی درگاہ سے نہیں لَوٹا کوئی ہو کے نراس

آج کل پھر ہو رہی ہے جلسۂ لندن کی بات
مائلِ پرواز ہیں پھر طائرانِ خوش لباس

جلسہ کی نظموں میں ہوتا ہے ہمارا ذکر بھی
جانتے ہیں وہ یہاں پر کون کتنا ہے اُداس

خوش نصیبو! اُن سے کہہ دینا محبّت کا سلام
نذر کیا بھیجوں کہ اب کچھ بھی نہیں ہے میرے پاس

چاندنی، خوشبو، صبا، ابرِ کرم ہے اُن کی ذات
سب کو لگتا ہے ہمیں سے پیار وہ کرتے ہیں خاص

ہجر کی حالت بدل دے وصل سے، قادر ہے وہ
ہم فقط ذوالعرش سے رکھتے ہیں ہر درماں کی آس

اپنی نصرت آسماں سے، دشمنِ دیں کی مثال
کاٹ کر پھر کاٹ دے جیسے کوئی بُڑھیا کپاس

سانس لینا بھی مرا اُن پر گذرتا ہے گراں
اس قدر بے داد پر بھی تشنہ ہی رہتی ہے پیاس

مُجھ سی عاجز پر ہیں بے پایاں عنایات و کرم
"کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس"

امۃ الباری ناصر

مثالی توکّل کی کیفیّت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ [illegible] کی مجلس میں توکل کی بات چل پڑی جس پر آپ نے فرمایا:-

"میں اپنے قلب کی عجب کیفیّت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدّت کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

محترم میجر شمیم احمد صاحب

شیخ رحمت اللہ صاحب

میجر صاحب کے والد منشی کریم بخش صاحب میرٹھ کے رہنے والے تھے اور حکومت ہند کے محکمہ امور خارجہ میں ملازم تھے۔ میجر شمیم احمد اور ان کی ہمشیرہ بانو منشی صاحب کی زوجہ اول کے بطن سے تھے۔ میجر صاحب کی والدہ کی وفات کے بعد منشی صاحب نے دوسری شادی کی۔ اس خاتون کے بطن سے نسیم احمد صاحب پیدا ہوئے۔ یہ وہی نسیم صاحب ہیں جو انگریزی روزنامہ ڈان کے لندن میں رپورٹر تھے۔ بھٹو کے زمانہ میں یہ سیکرٹری انفارمیشن تھے۔ بعد میں ڈنمارک میں سفیر مقرر ہوئے اور بے نظیر بھٹو کے زمانہ میں یونائیٹڈ نیشن میں پاکستان کے نمائندے تھے۔ چند ماہ ہوئے ٹوکیو جاپان میں ان کا انتقال ہوا۔ ڈچ خاتون سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ اولاد صرف ایک بیٹی ہے۔

میجر صاحب نے تعلیم مکمل کر کے ہندوستانی فوج میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ یہ جنگ کا زمانہ تھا۔ چنانچہ برما کے محاذ پر جاپانیوں کے مقابلہ میں برسرپیکار رہے۔ بنگال میں قحط کے زمانہ میں جب کلکتہ شہر فوج کے سپرد کیا گیا تو فوج کی طرف سے شہر کے ایک حصہ کے کمانڈر تھے۔ کہا کرتے تھے کہ خواجہ ناظم الدین صاحب کو یہ نہ جانتے تھے جو ان دنوں بنگال کے چیف منسٹر ہوا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب شہر کا دورہ کرتے کرتے بلا اجازت میجر صاحب کے خیمہ میں گھس آئے۔ اس وقت یہ خوراک کی تقسیم میں معروف تھے اور اپنے ماتحتوں کو احکامات دے رہے تھے بلا اجازت خواجہ صاحب کو خیمہ میں پا کر جواب طلب لہجہ میں کہا۔ بغیر اجازت کے خیمہ میں کیوں آئے ہو۔ یہ سن کر خواجہ صاحب خاموشی سے باہر تشریف لے گئے بعد میں کسی نے خواجہ صاحب سے ان کا تعارف کرایا۔ تو بے حد حیران ہوئے کہ کس قدر سادہ مزاج اور سادہ لباس چیف منسٹر ہے۔

برما کے محاذ پر اپنے خیمہ کے باہر نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک انگریز لیفٹیننٹ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ عبادت کی یہ ادا اس کو بہت پسند آئی۔ اور اس کو دین حق کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ چنانچہ تحقیق کے بعد یہ صاحب ایمان لے آئے اور بشیر احمد آرچرڈ کے نام سے معروف ہیں۔ زندگی وقف کی اور لمبا وقت کئی ممالک میں جماعت احمدیہ کے مربی رہے۔ آج کل ریویو آف ریلیجنز میگزین کے ایڈیٹر ہیں۔ آرچرڈ صاحب کی شادی ربوہ میں ایک پاکستانی خاتون سے ہوئی۔ بفضل تعالیٰ صاحب اولاد ہیں اور بچے بھی شادی شدہ ہیں۔

میجر صاحب سے روشناسی تو ۱۹۴۳ء سے تھی مگر اصل تعلقات کی ابتدا تقسیم ہند کے بعد ہوئی۔ سبب، دونوں کی جماعت کے کاموں میں وابستگی بنا۔ شروع شروع میں تو جماعتی اجتماع احمدیہ لائبریری، بندر روڈ میں ہوا کرتے تھے۔ احمدیہ ہال بنا تو جماعت کی تمام اجتماعی سرگرمیاں وہاں شروع ہو گئیں۔ اور میجر صاحب سے بھی رسم و راہ بڑھنے لگی۔ اور آہستہ آہستہ تعلقات دوستی اور اعتماد پر منتج ہوئے۔ محبت اور اخوت کا یہ رشتہ ان کے تادم والپسیں رہا۔ میجر صاحب نے قبل از وقت وصیت میں بچوں کے لئے لکھا تھا کہ

"شیخ رحمت اللہ قابل اعتماد دوست ہے۔ بوقت ضرورت اس پر انحصار کیا جا سکتا ہے۔

(یہ اُن کی عبارت کا مفہوم تھا)

میجر صاحب بہت پر خلوص اور نیک طینت انسان تھے۔ سلسلہ احمدیہ اور بزرگانِ جماعت سے بہت محبت رکھتے تھے۔ حضرت امام جماعت الثانی سے بہت محبت تھی۔ اور حضور بھی اُن سے بہت پیار کرتے تھے۔ یہ کراچی میں قائد خدام الاحمدیہ رہے اور نوجوانوں کو اپنے نیک نمونہ سے بہت متاثر کیا یہاں تک کہ کراچی کی قیادت، دوسری جماعتوں کے لئے قابل رشک بن گئی۔ جماعتی کاموں کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

حضرت امام جماعت الثانی ۱۹۵۹ء تک ہر سال کراچی تشریف لاتے تھے۔ کراچی جماعت کی طرف سے مولوی عبدالحمید صاحب اور شیخ خلیل الرحمٰن صاحب مہماندار ہوتے تھے۔ یہ دونوں مخلصین رات ۱۲ بجے تک حضور کی قیام گاہ پر حاضر رہتے۔ چونکہ ان کے پاس ٹرانسپورٹ کا اپنا انتظام نہ تھا۔ لہذا میجر صاحب محض ان کی سہولت کی خاطر ان کی فراغت تک انتظار کرتے۔ اور اپنی گاڑی میں ان کو ہر روز ان کے گھروں تک پہنچاتے۔ حضرت صاحب کے قیام تک ان کا یہ معمول رہتا۔ بطور قائد بھی اپنے نوجوان کارکنوں کے لئے ان کا یہی طریق تھا۔ کہ اگر جماعت کی ڈیوٹی دیتے ہوئے کسی کارکن کو دیر ہو جاتی اور اسے ٹرانسپورٹ کی دقت ہوتی تو یہ خود اپنی کار میں اس کے گھر چھوڑ آتے۔ اس طرح جماعتی کارکنوں کی قدر شناسی کا عملی مظاہرہ کرتے۔

۱۹۵۳ء میں جب مجھے حضرت صاحب نے امیر مقرر فرمایا تو بطور UN-OFFICIAL نائب اور جماعت کے جنرل سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بڑی محبت اور وفاداری سے میرا ہاتھ بٹاتے رہے۔ جب تک چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر تھے۔ یہ خاکسار ان کا نائب امیر رہا اور میجر صاحب جنرل سیکرٹری ہوتے تھے۔ ہم تینوں کا جماعتی کاموں میں قریب کا ساتھ تھا۔ چوہدری صاحب نے تمام کام تو ہم دونوں پر چھوڑا ہوا تھا۔ اگرچہ چوہدری صاحب کو پورا پورا اعتماد تھا۔ پھر بھی ہم دونوں ہر بات سے چوہدری صاحب کو آگاہ رکھتے تھے۔ ہماری یکجہتی دیکھ کر بعض لوگ ہمیں "اتحاد ثلاثہ" کا نام بھی دیتے رہتے تھے۔

چوہدری عبداللہ خاں صاحب کی وفات کے بعد جب یہ خاکسار دوبارہ امیر مقرر ہوا تو میجر صاحب میرے نائب امیر تھے۔ جب تک کراچی میں رہے میرا بوجھ اٹھاتے رہے۔ اور کبھی جماعتی کام سے تھکاوٹ کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ ان کے مشورے بڑے صحت مند اور وزن دار ہوتے تھے میجر صاحب نے بڑی وفاداری سے میرا ساتھ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی نائب امارت کے زمانہ تک مجھے امارت کے کام کے بوجھ کا کبھی احساس تک نہیں ہوا۔ بعد میں جو نائب امیر ملے ان میں وہ بات نہ تھی۔ میجر صاحب قابل رشک تھے ریٹائرمنٹ کے بعد یہ کینیڈا چلے گئے اور امارت کے قیام سے قبل تک سارے کینیڈا کے پریذیڈنٹ رہے۔ کینیڈا بڑا وسیع ملک ہے۔ اس کے باوجود بہت محنت کر کے جماعت کو خوب آرگنائز کیا اور کامیاب رہے۔ ۱۹۸۶ء میں جب وہاں گیا تو احباب جماعت ان کا بڑے پیار اور محبت سے ذکر کرتے تھے

میجر صاحب کی اولاد دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بڑا بیٹا نعیم احمد اپنی دنیوی صلاحیتوں کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔ یہ امریکن فارن سروس میں ہے۔ اور اردن میں کونسل جنرل ہے۔ دوسرا بیٹا وسیم احمد کینیڈا میں ہے اور اپنا کاروبار کرتا ہے۔ منجھلی بیٹی قمر بھی وہیں ہے۔ چھوٹی بیٹی بوسٹن امریکہ میں اور بڑی بیٹی نصرت بھی امریکہ میں ہے۔ اس کا میاں خالد خان بہت شریف النفس انسان ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی دیندار ہیں۔ اور جماعتی کاموں میں بہت حصہ لیتے ہیں۔ خدا کرے کہ میجر صاحب کے دوسرے بچوں میں بھی یہ بات پیدا ہو جائے۔

سرکاری دفتر میں اپنے فیصلوں میں بھی بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کا تقرر سپلائی فنانس میں تھا۔ میرے ایک دوست کے حوالہ سے ایک صاحب گوجرانوالہ سے میرے پاس آئے اور کہا کہ ایک ٹھیکہ جو ان کا حق تھا۔ دوسری فرم کو مل گیا ہے۔ دفتر والوں نے غلط اعداد و شمار لکھ کر میجر صاحب سے فیصلہ کرایا اور یہ کہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ دفتر والوں نے دھوکہ کیا۔ میں نے میجر صاحب سے بات کی تو فوراً کہنے لگے کہ مجھے یہ کیس یاد ہے۔ مگر اس کا آرڈر تو چار دن ہوئے میں نے دستخط کر دیا تھا۔ میں نے کہا اگر چار دن کی بات ہے تو آرڈر ابھی تک ڈسپیچر کے پاس ہی ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے انہوں نے فون پر بتایا کہ میرا اندازہ ڈسپیچر کے متعلق درست تھا اور آرڈر ابھی تک اس کے پاس پڑا ہوا ہے۔ لہذا اس پارٹی کو میرے پاس بھجوائیں تاکہ ان کا موقف سن سکوں۔ پارٹی کی بات سن کر ان سے فوراً کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ آپ نے اچھا کیا کہ میرے پاس آ گئے۔ اور فائل پر لکھا کہ غلط رپورٹ دے کر مجھ سے غلط فیصلہ لیا گیا۔ اب میں اپنے فیصلہ کو بدل کر حقدار کو یہ ٹھیکہ دیتا ہوں۔ یہ ۱۹۵۵ء کی بات ہے اس وقت یہ ۳۲ لاکھ کا کام تھا۔ جو آجکل کے لحاظ سے کروڑوں روپیہ کا کام ہوگا۔

۱۹۵۴ء میں مجھے جماعت کا ایک اہم سفر درپیش تھا۔ اس میں کئی قسم کے خطرات تھے۔ قید و بند کے علاوہ اور کئی مصائب کا اندیشہ بھی تھا مگر سب کچھ جانتے ہوئے انہوں نے بڑی جوانمردی سے میرا ساتھ دیا۔ بلکہ سارے سفر کے انتظام کو بھی خود آرگنائز کیا۔ میجر صاحب بڑی خوبیوں والے تھے۔ اور ان کی حسن کارکردگی کی باتیں بھی بہت ہیں۔ غرباء کا بہت خیال رکھتے اپنے غریب رشتہ داروں کے گھر باقاعدگی سے جاتے اور ان کی ضروریات کا جائزہ لیتے۔

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــ نون ۔ سین

سوویت یونین میں مہاجرین

مغربی افریقہ کے ایک صحافی نے بتایا ہے کہ مغربی یوروپ میں غیر قانونی طور پر داخل ہو کر دولت کمانے والے مغربی افریقیوں کے سوویٹ یونین میں ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے ہیں۔ وہ زیادہ تر نائیجیریا اور غانا سے چلتے ہیں۔ آخری منزل مغربی یوروپ ہوتی ہے۔ لیکن وہاں پہنچنے کے لئے وہ لیبیا، بلغاریہ اور ماسکو پہنچ کر مغربی یوروپ جانا چاہتے ہیں۔ فن لینڈ اور آرمینیا میں انہیں روکا جاتا ہے۔ اور واپس سوویت یونین کے امیگریشن افسروں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ واپس ماسکو پہنچ جاتے ہیں۔ یہ لوگ مغربی افریقہ سے زمینی رستے صحرا میں سے ہوتے ہوئے لیبیا پہنچتے ہیں جہاں پر عام طور پر انہیں گزارے کے لئے کوئی نہ کوئی کام میسر آجاتا ہے۔ وہاں نہ صرف روزمرہ کی ضروریات پوری کرتے ہیں بلکہ وہیں کچھ روپیہ بچا کر اگلے سفر کے لئے زادِ راہ مہیا کر لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ جو لیبیا سے نکل جاتے ہیں ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ وہ لیبیا میں بھی رہ لیتے لیکن وہاں انہیں چاڈ کے خلاف لڑنے کیلئے فوج میں بھرتی کرنے کا پروگرام تھا جو وہ کسی صورت بھی پسند نہیں کرتے تھے آخر مغربی افریقہ سے تو وہ اسلئے نکلے تھے کہ کہیں آرام و آسائش کی زندگی میسر آئے اور کھانے پینے کو اچھا ملے جس کے ساتھ ساتھ وہ کچھ روپیہ پس انداز بھی کر سکیں اگر انہیں لیبیا کی فوج میں بھرتی ہو کر چاڈ ہی جانا تھا تو اس سے بہتر تھا کہ وہ اپنے ملک میں ہی مشکلات برداشت کر لیتے لیبیا سے جب وہ بلغاریہ یا ماسکو کی طرف چلتے ہیں تو انہیں غلط طور پر یہ بتایا جاتا ہے یا مشورہ دیا جاتا ہے کہ افریقی لوگ سوویٹ یونین میں بڑی آسانی سے داخل ہو سکتے ہیں۔ انکے پاس صرف ٹورازم کا ویزا ہونا چاہیئے۔ اور جب وہ وہاں سے آگے جانا چاہتے ہیں تو سوویٹ یونین اس بات کی زیادہ تحقیق نہیں کرتا کہ ان کے پاس وہاں سے خروج اور اگلے ملک میں داخلے کا ویزا ہے یا نہیں۔ چنانچہ یہ ایک ایسی صورت ہے جو ان لوگوں کو بعد میں مشکلات سے دوچار کر دیتی ہے۔ اور اسی وجہ سے افریقہ کے سفارت کار جو ماسکو میں متعین ہیں سوویٹ یونین سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کے کاغذات کی پوری طرح چھان بین کیوں نہیں کرتے۔ کیا ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ لوگ ڈالر لے کر سوویت یونین پہنچ جائیں اور جب انکے ڈالر وہاں خرچ ہو جائیں تو پھر وہ جہاں چاہیں جائیں اور جس طرح چاہیں جائیں۔ حکومت کے روزنامہ اسوستیا نے حال ہی میں اس بات کا اعلان کیا کہ آرمینیا میں کے۔جی۔بی نے گیمبیا، سومالیہ اور بوٹسوانا کے چار شہریوں کو حراست میں لے لیا تھا۔ جو ترکی سے ماسکو جا رہے تھے اور انکے پاس سفر کے ضروری کاغذات موجود نہیں تھے۔ اس سے قبل غانا اور نائیجیریا کے باشندوں کے متعلق بھی ایک ایسی ہی رپورٹ شائع کی گئی تھی۔ جہاں تک نائیجیریا کے باشندے کا تعلق ہے۔ اس نے سوویٹ حکام کو بتایا کہ اسکے ملک چھوڑنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے نائیجیریا میں گذشتہ ایام میں صدر بابن گیڈا کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش میں حصہ لیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سازش میں حصہ لینے کی وجہ سے اس کو نائیجیریا میں موردِ سزا سمجھا جا سکتا تھا۔ اور اسطرح وہ اپنے ملک سے بھاگ نکلا ہے۔ غانا کے ایک شخص نے بتایا کہ وہ فوج میں ملازم تھا اور فوج کی بے ہنگم زندگی سے تنگ آ کر اس نے راہ فرار اختیار کر لی۔ گو یا کہ اب وہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ اسکو اسکے ملک واپس بھیج دیا جائے۔

اس سے پہلے بھی دولت کمانے کیلئے کئی افریقی فن لینڈ میں داخل ہو چکے تھے۔ انہوں نے سرحدوں پر متعین حکام سے یہ کہا تھا کہ وہ سیاسی مہاجر ہیں اور واپس اپنے ملک نہیں جانا چاہتے۔ اگرچہ شروع شروع میں تو بعض لوگوں کا کام بن گیا۔ اور صرف اتنی سی بات کہہ کر انہوں نے اپنا اگلا سفر جاری رکھا۔ لیکن ان کے بعد کئی ایک افریقیوں کو حراست میں لے کر سوویت یونین میں واپس بھجوا دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اسطرح مغربی یوروپ میں داخل ہونے کی خواہش رکھنے والے سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ یہ دراصل ٹورسٹ ویزا لیتے ہیں اور بعض اوقات دو دو دفعہ اسکی توسیع کروا لیتے ہیں۔ لیکن فن لینڈ کی سرحد پر انہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔ انہیں ماسکو واپس تو بھیج دیا جاتا ہے لیکن دوبارہ واپس ماسکو آنے پر انہیں خاصی پریشانی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ وہاں پرائیویٹ ہوٹل کچھ زیادہ نہیں ہیں اور جہاں تک حکومتی ہوٹل کا تعلق ہے وہاں پر ویزا وغیرہ کے ضروری کاغذات دیکھے کے بغیر کسی کو قیام کی اجازت نہیں دی جاتی اور چونکہ یہ لوگ پہلے ہی دو دو دفعہ اپنے ویزا کی توسیع کروا چکے ہوتے ہیں اس لیئے انکے پاس مزید ٹھہرنے کا موقع نہیں ہوتا۔ اسکے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ جن لوگوں کے پاس ویزا موجود ہوتا ہے انکی جیب ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ ان میں سے بعض کو تو انکے افریقی طالب علم دوست ماسکو اور لینن گراڈ میں اپنے پاس قیام کا موقع دے دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی آخر کہاں تک چل سکتی ہے۔ طالب علموں کے پاس اپنے لیئے جو رہائش کی جگہ ہوتی ہے وہ کسی طرح بھی وسیع نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ کئی افریقیوں کو ریلوے سٹیشنوں پر راتیں گذارنی پڑتی ہیں۔ غانا کے سفارت خانہ نے بھی اس سلسلے میں تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اسطرح ملک سے نکل کر اپنے آپ کو مہاجر کہتے ہوئے مغربی یوروپ جانے والے لوگ ایسے غنڈے ہیں جن میں سے اکثر اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سیاسی پناہ لینا چاہتے ہیں۔ اس غرض کے لیئے وہ نہایت جھوٹی اور بھیانک کہانیاں سناتے ہیں۔ غانا کے ایک سفارت کار نے کہا ہے کہ یہ لوگ صدر RAWNIGS کی حکومت کے خلاف باتیں بنا کر اپنے آپ کو مہاجر بتاتے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی شخص واپس جانے کے لیئے تیار ہو جائے تو سفارت خانہ اسے ویزا بھی دے دیتا ہے اور اس کے لیے ٹکٹ کا انتظام بھی کر دیتا ہے۔ لیکن یہ مشکل ضرور باقی رہتی ہے کہ سوویت یونین کی وزارت داخلہ ان لوگوں کو خروج کا ویزا دینے سے انکار کر دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے لوگ گھر سے بھاگ کر اپنے آپ کو بہت زیادہ مشکلات میں گھرا ہوا پاتے ہیں۔ نوکری انہیں ملتی نہیں قیام کا انتظام ہوتا نہیں اور جو رقم ان کے پاس موجود ہوتی ہے وہ بھی چند دنوں سے زیادہ کے لیئے کفایت نہیں کرتی۔ بلکہ سفارت کار تو کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ کیونکہ یہ بیرونی ممالک کے لوگ ہوتے ہیں اور اس لیئے ان پر ڈاکوؤں کے حملے کا بھی امکان زیادہ ہوتا ہے۔

بقیہ: صـ ۳ سے آگے

میجر صاحب کو دل کا عارضہ بہت عرصے سے تھا۔ اس کے باوجود اپنے معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ خاص طور پر جماعت کے کاموں کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔ ۱۹۸۴ء میں جب میں ان کو کینیڈا ملنے گیا تو ان کے پاس ہی ٹھہرا ہم دونوں رات ایک ہی کمرے میں سوئے میں نے محسوس کیا کہ دل کے عارضہ کی وجہ سے رات بھر درد محسوس کرتے رہے اور سو نہ پائے۔ اس سفر میں میرے ساتھ میرا لڑکا عزیز ڈاکٹر نسیم بھی تھا۔ ہم دونوں نے یہی مشورہ دیا کہ علاج میں مزید تاخیر نہیں ہونی چاہیئے اور معالج کی نظر میں اگر "بائی پاس" ضروری ہو تو فوراً آپریشن کرائیں۔ چنانچہ جب میں پاکستان پہنچا تو ان کی طرف سے بائی پاس آپریشن کے فیصلے کی اطلاع ملی مقررہ تاریخ کو میں سارا دن دعائیں کرتا رہا اور منتظر رہا۔ چار بجے شام کو جب دفتر سے اپنے مکان میں داخل ہوا تو فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے ان کے چھوٹے بیٹے وسیم کی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ جس میں سارا پیغام موجود تھا۔ "وہی آخر کو پیش آیا کہ تھا جس بات کا خطرہ" دل تھام کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں سنبھلا تو اپنے لڑکے نسیم کو ہدایت کی کہ وہ فوراً کینیڈا پہنچ کر تجہیز و تکفین میں شامل ہوں۔ میں پاکستان سے تو بروقت وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ جس کا بہت افسوس تھا۔ مجھے اس بات سے تسکین رہی کہ میرا بیٹا عزیز نسیم اور اس کی بیگم عزیزہ آنسہ تجہیز و تکفین کے لئے امریکہ سے ٹورنٹو بروقت پہنچ گئے۔ اور میجر صاحب کی بیوہ اور بچوں کی تسلی کی خاطر کچھ وقت ان کے پاس بھی رہے۔ بعد میں جب میں کینیڈا گیا تو ان کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ قبرستان کی وسعت اور MAINTENANCE اور پھولوں کی کثرت کو دیکھ کر غالب کا شعر یاد آیا۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہو گئیں

ان کی قبر پر دعا کرنے لگا چالیس سال کی رفاقت کے واقعات آنکھوں کے سامنے آنے لگے۔ دیر تک تصور میں کھویا رہا۔ پھر ان کی بخشش کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ ہر آن ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ ان کی قبر کے قریب ہی استاذی المکرم خان

باقی صـ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالقادر حسن کا کالم (روزنامہ جنگ ۔ لاہور)

بلا تبصرہ

شرعی احکامات کے نفاذ کے شوق یا مجبوری میں بعض اوقات ایسی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں کہ نہ وہ احکامات واپس لئے جا سکتے ہیں اور نہ اُن غلطیوں کی تصحیح ہو سکتی ہے۔ ان دنوں وسیع پیمانے پر شریعت کے مکمل اور جامع نفاذ کے لئے قانونی کارروائیاں ہو رہی ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ شریعت بل کے بارے میں جو غیر معمولی سرگرمی دکھائی جا رہی ہے۔ ان سطور کی اشاعت تک یہ بل منظور بھی ہو چکا ہو۔ اس وقت سوال شاید یہ نہ ہو کہ بل کی کوئی ایک شق یا دفعہ غلط ہے بلکہ اصل سوال یہ ہو گا کہ شریعت کو نافذ کون کرے گا۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے ساتھ پاکستانی مسلمانوں کی وابستگی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ ملک بنایا ہی اس لئے تھا کہ یہاں اسلام کو عملاً نافذ کیا جائے گا اور اب پہلی بار ایسا موقع آ رہا ہے۔ ۴۴ برسوں تک جو مطالبہ مسلسل کیا جاتا رہا اب اس پر عمل کا وقت ہے لیکن ان ۴۴ برسوں میں ہماری رولنگ کلاس اور ہماری سرکاری مشینری اس قدر بگڑ چکی ہے کہ ان کے ہاتھوں شریعت کے نفاذ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ شریعت کی توہین کا پورا پورا امکان موجود ہے۔ ہم ملک میں پہلے سے رائج قوانین کی جس طرح دن رات مٹی پلید کر رہے ہیں اگر ان قوانین کی جگہ اسلامی قوانین نے لے لی تو ان کا حشر بھی اس سے مختلف نہ ہو گا اور اس صورتِ حال کا ایک نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ لوگ اسلامی نظامِ زندگی کے بارے میں بھی شکوک میں مبتلا ہو جائیں گے اور یہ پاکستان کے دو ٹکڑے ہو جانے کے سانحہ سے بھی بڑا سانحہ ہو گا۔ یہ پورے پاکستان کا سانحہ ہو گا۔

اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے اراکین امیر اور خوشحال خاندانوں کے چشم و چراغ، مسجدوں میں اسلام کا کھانے والے علماء اور سیاستدان عوام نہیں ہیں۔ ان کے مسائل عوام کے مسائل نہیں ہیں اور ان کی زندگیاں اور خواہشیں، عوام کی زندگیاں اور خواہشیں نہیں ہیں۔ پاکستان کے بارہ کروڑ عوام گذشتہ چوالیس برسوں سے اپنی مشکلات کے حتمی حل کے لئے شریعت اور اسلامی نظامِ زندگی کے نفاذ کے منتظر ہیں۔ آج سے برسوں پہلے کی بات ہے کہ ہمارے گاؤں کا ایک معزز کاشتکار ٹریکٹر کے لئے قرضہ لینے زرعی بنک گیا۔ کسی سرکاری محکمہ سے یہ اس کا پہلا رابطہ تھا بنک کے کارندوں نے اس کے ساتھ جو توہین آمیز سلوک کیا اس سلوک سے وہ اس قدر بددل اور مایوس ہوا کہ مجھے اس کے یہ الفاظ آج تک یاد ہیں کہ "اگر ملک میں شریعت نہیں آتی تو ہم بے اثر لوگ تو ختم ہو جائیں گے۔" اب جب شریعت آ جائے گی مگر زرعی بنک یعنی سرکاری ادارے حسبِ دستور غیر شرعی رویوں کے مالک ہی رہیں گے تو یہ بے اثر لوگ یعنی عوام جیتے جی ختم نہیں ہو جائیں گے تو کیا ہوں گے۔ ایسا ہی ہو گا جیسے کوئی ڈاکٹر کسی مریض کو لاعلاج قرار دے کر اسے اس کے وارثوں کے سپرد کر دیتا ہے پٹواری سے لے کر کمشنر تک اور سپاہی سے لے کر آئی جی تک جن سے لوگوں کا واسطہ پڑتا ہے کیا ان میں شریعت بل کی منظوری سے یکایک اور آناً فاناً کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ یہ شریعت بل ایک ایسی بارش ہو گی کہ جس سے پہلے آسمان پر نہ کوئی بادل کڑکا اور نہ اس کے بعد زمین پر کوئی روئیدگی پیدا ہوئی۔

میری زندگی کا بڑا حصہ ان لوگوں میں گذرا ہے جنہیں اسلام پسند کہا جاتا ہے اور جو اب تک اسلام کے سب سے بڑے مدعی ہیں۔ وہ سب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت بل آج کے کن حالات اور کس ماحول میں نافذ کیا جا رہا ہے۔ مگر وہ سب کے سب شریعت بل کے لئے نواز شریف کی گردن پر سوار ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ان لوگوں کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ اور وہ جان بوجھ کر شریعت کے نفاذ کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر میں احتراماً اور ادباً یہ ضرور عرض کروں گا کہ ان کے ذہن اور دماغ حالات کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے رہے اور کہیں نہ کہیں کوئی بڑا خلل واقع ہو چکا ہے۔

کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ فی الحال ہم مشق اور ریہرسل کے طور پر جو قوانین ملک میں نافذ ہیں ان پر عمل درآمد کر لیں۔ اس لاقانون ملک میں کسی آسان قانون کے نفاذ کا بندوبست کر لیں، قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہل کاروں کو آمادہ کر لیں کہ وہ قانون کو نافذ کریں۔ اور عدالتوں کو انصاف کے مطابق سزا دینے پر تیار کر لیں۔ جب ہم یہ سمجھیں کہ ہم اس ریہرسل میں کچھ کامیاب رہے ہیں اور ہمارے اندر کسی بھی قانون اور ضابطہ کو نافذ کرنے کی کچھ اہلیت موجود ہے تو پھر ہم شریعتِ اسلامی کے نفاذ کے بارے میں سوچنا شروع کر دیں۔ اگر ہم نے خدا اور رسولؐ کی شریعت کے ساتھ وہی سلوک کیا جو برطانوی یا موجودہ قوانین کے ساتھ کر رہے ہیں تو اس کی سزا زمین کی عدالت نہیں بلکہ خدا کی عدالت دے گی۔ اور یہ سزا شائد ہم برداشت نہ کر سکیں۔

اگر کوئی ضابطہ قانون اور آئین محض کتاب کی صورت میں مؤثر ہو سکتا ہے تو ہمارے پاس چودہ سو برس سے خدا کی کتاب اور رسول کی سیرت موجود ہے ہم نے اس پر کتنا عمل کر کے اپنے مسائل حل کر لئے ہیں۔ محض کتابیں کافی ہوتیں تو خدا پیغمبروں کو نہ بھیجتا اور صرف کتابیں نازل کر دیتا۔ خدا نے اپنی آخری کتاب کے ساتھ جو پہلی تمام آسمانی کتابوں سے زیادہ مکمل تھی۔ اپنا آخری پیغمبر مبعوث کیا تاکہ وہ اس کتاب کے ماننے والوں کو عملی زندگی کی تربیت دے سکے۔ اور خود ایک نمونہ بن سکے۔ آج جب کہ معاشرتی بگاڑ اپنی انتہاء کو ہے ہم محض اسلامی ضابطوں کی کتاب سے اپنے مسائل کیسے حل کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے کچھ لوگ چاہئیں جو اس کتاب کو اپنے اوپر نافذ کریں اور دوسروں پر نافذ کرائیں۔ ہماری حالت اور عادت تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے آئین کے ساتھ ہمیشہ توہین آمیز سلوک کیا ہے اور اسے منسوخ کرتے رہے ہیں حالانکہ آئین ایک آسان کتاب تھی جب کہ شریعت اتنی آسان نہیں ہے۔ قربانی مانگتی ہے۔

کس نے کیا کہا

حال ہی میں روزنامہ جنگ میں مشہور صنعت کار جناب شہزادہ عالم منوں کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ انٹرویو لینے والے رضا سہیل ہیں۔ ذیل میں ہم اس کا ایک حصہ شائع کر رہے ہیں:۔

شہزادہ عالم منوں کا شمار پاکستان کے ایسے صنعتکاروں میں ہوتا ہے جو اقتصادی موضوعات کے ساتھ ساتھ ملکی اور......

س:۔ حکومت کی جو خود انحصاری کی پالیسی ہے آپ کے خیال میں کس حد تک کامیاب رہے گی

ج... میرے خیال میں فلاسفی کی حد تک تو یہ ٹھیک بات ہے کہ ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے لوگ اگر جیٹ پر جا رہے ہیں تو لازمی نہیں کہ ہمیں بھی جیٹ پر ہی سوار ہونا ہے۔ اگر پیدل چل سکتے ہیں تو چلنا چاہئے۔ یہ شاعرانہ طور پر تو اچھی باتیں ہیں لیکن کوئی ایسا ملک نہیں ہے جس نے ایڈ کے بغیر کام کیا ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم قرضے لے کر سامانِ تعیش، گاڑیاں، ریفریجریٹر، ایئرکنڈیشنر خریدنے کی طرف چلے گئے جبکہ دوسرے ممالک نے اس رقم کو اپنی بنیادیں مضبوط کرنے پر لگایا۔ میں گذشتہ ستمبر میں تائیوان اور جاپان گیا۔ وہاں بات چلی کہ آپ لوگ تو ہم سے دو سال پہلے آزاد ہوئے۔ ہم بھی پیسے مانگنے نکلے آپ بھی پیسے مانگنے نکلے مگر بدقسمتی سے آپ کا پیسہ ایسے کاموں میں چلا گیا جن سے ملکی معیشت کی بنیاد نہیں رکھی گئی جب ہم آزاد ہوئے آپ کا ملک بھی ۸۵ فیصد دیہی تھا۔ ہمارا بھی ۸۵ فیصد تھا۔ آج ہماری پوزیشن یہ ہے کہ ہمارا ملک ۹۰ فیصد شہری ہو گیا ہے۔ جبکہ آپ کا آج بھی ۷۵ فیصد دیہی ہے۔ انہوں نے کہا یہ نہیں کہ ہم لوگوں کو شہروں میں لے آئے بلکہ شہروں کو دیہاتوں میں لے گئے۔ سڑکیں ملک کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ ٹیلی فون، ٹیلکس ہر جگہ مہیا کیا۔ پاور جنریشن کا ایسا سسٹم بنایا کہ کوئی آدمی خواہ کسی بھی کونے میں ہے اسے پاور کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے ڈیم اور بیراج بنا کر تیل پر انحصار کم کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج امریکہ یا یورپ ہمیں پیچھے نہیں دھکیل سکتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ غلطیاں جو آپ سے ہوئی ہیں انہیں آج بھی ٹھیک کر لیں تو کچھ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ خود انحصاری اس کو کہا جاتا ہے اس امداد کو ہم نے خود انحصاری کے لئے استعمال کیا۔ میں یہاں نواز شریف صاحب سے اختلاف کروں گا کہ بغیر ایڈ کے ہم خود انحصاری کی طرف جا سکتے ہیں بلکہ ایڈ لے کر اسے جاپان کے طریقہ سے استعمال کیا جائے تاکہ کچھ برسوں کے بعد ہم آگے بڑھ سکیں ساری ایڈ کو بنیادی ڈھانچہ درست کرنے پر لگایا جائے ڈیم بنائے جائیں، بجلی گھر بنائے جائیں ٹیوبوں ٹریکٹروں اور زراعت پر لگایا جائے۔ قرض اور ایئرکنڈیشنڈ پر نہ لگایا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالمالک

ایک سفر ـــ ایک انعام

مارچ ۱۹۹۱ء کے تیسرے ہفتہ میں اخبار روزنامہ جنگ لاہور میں برٹش ائیر والوں کی طرف سے ایک خبر اخبار میں شائع ہوئی کہ ہم ساری دنیا سے ایک لاکھ احباب کو مفت سیر کروائینگے۔ جو احباب شامل ہونا چاہیں وہ مقامی دفتر برٹش ائیر سے فارم لے کر پُر کر کے ہمیں بھجوا دیں۔ خاکسار نے فارم حاصل کر کے پُر کیا اور بذریعہ ڈاک بھجوا دیا۔ آخری تاریخ ۳۱ مارچ تھی۔ یکم اپریل ۹۱ء کو پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ قرعہ اندازی ہو گئی ہے۔ جن خوش قسمت احباب کا نام قرعہ اندازی میں آیا ہے اُن کو اُن کے گھر کے پتہ پر اطلاع ملے گی چنانچہ خاکسار کو بذریعہ DHL ۶ اپریل ۹۱ء کو چٹھی ملی جسمیں لکھا تھا کہ آپ فوری طور پر ہمارے اسلام آباد یا کراچی آفس سے رابطہ قائم کریں جسکی مدت ۳ یوم تھی کہ آپ ہمارے "انعام" یافتہ ہیں۔ چنانچہ اگلے روز اسلام آباد دفتر سے بذریعہ فون رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ ویزا کا حصول آپ کا کام ہے آپ ویزا لگوا کر ہمیں اپنا پاسپورٹ دے دیں۔ یہ دو مفت ٹکٹ اسلام آباد لندن اسلام آباد کی تھیں چنانچہ خاکسار نے اپنے بیٹے عزیزم عطاء القدوس کا ویزا لگوایا اور دفتر برٹش ائیر چلا گیا۔ انہوں نے فوٹو کاپی پاسپورٹ کی لے لیں اور بتایا کہ ۱۵ اپریل ۹۱ء کو آپ کو ٹکٹ مل جائے گی۔ درمیان میں عید الفطر کی چھٹیاں آگئیں۔ جسکی وجہ سے ۱۹ اپریل ۹۱ء کو ہمیں ٹکٹ مل گیا۔ ہم دونوں باپ بیٹا ۲۲ اپریل کو شام ۷ بجے کی فلائٹ پر لاہور سے اسلام آباد گئے۔ محترم و مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر لاہور۔ مکرم محمد عیسےٰ ڈرد صاحب جنرل منیجر مارکیٹنگ شیزان انٹرنیشنل لاہور بھی اسی فلائٹ میں ہم سفر تھے۔ اگلے روز ۷ ½ بجے صبح ہوائی اڈا پر پہنچے وہاں برٹش ائیر والوں نے خوب اپنا کونٹر سجایا ہوا تھا اور اس دن کا نام انہوں نے THE UP AND AWAY DAY رکھا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے سبکو ایک گول سائنہ کا بیج دیا۔ ایک پھولوں کا گلدستہ دیا ایک بال پین دیا اور جہاز میں لے گئے۔ اس روز کی فلائٹ جس کا نمبر BA-118 تھا جو اسلام آباد سے نان سٹاپ مانچسٹر اور پھر وہاں سے لندن گیٹ وک GET WICK ائیر پورٹ جاتی ہے میں سوار ہوئے۔ جہاز اندر سے دلہن کی طرح سجایا ہوا تھا۔ عملہ کے ارکان نے بھی خصوصی لباس پہنا ہوا تھا۔

اور عید کا سا سماں تھا۔ ہر ایک کو جو اس فلائٹ پر جا رہا تھا انہوں نے اس روز جنہوں نے قیمتاً ٹکٹ بھی خریدی تھی مفت سفر کر دیا اور REFUND VOUCHER دے دیا گویا یہ تمام جہاز فری سفر کرنے والوں کا ہو گیا۔ اس جہاز میں کل ۱۳۰ مسافر تھے۔ جنکا قرعہ اندازی سے نام آیا تھا۔ اور جو ہم سفر ہوئے جن میں ہم چھ احمدی پاکستان سے تھے ایک خاکسار مع بیٹا۔ ایک محترم ایس اے رشید صاحب مع بیگم صاحبہ آف لاہور۔ اور تیسرے محترم اے ایم تنویر صاحب مع بیگم صاحبہ ملیر ہالٹ کراچی تھے۔ جہاز میں کل مسافروں کی ۳۷۰ نشستیں تھیں فرسٹ کلاس ۱۸ کلب کلاس ۷۰ اور اکانومی کلاس ۲۸۲ تھیں۔ سوار ہونے والوں کی تعداد فرسٹ کلاس ۱۸ کلب کلاس ۷۰ اور اکانومی کلاس ۲۴۲ تھی۔ جہاز بوئنگ ۷۴۷ جمبو جٹ تھا۔ عملہ میں سے پاکستان کی نمائندہ ROBECCA ALEXANDER کراچی کی تھیں اور جہاز کے عملہ کی انچارج کا نام MAVIE PETTIFER تھیں جہاز کے کپتان مسٹر شیلڈ۔ فرسٹ آفیسر جان ٹیلر اور انجینئر مسٹر رچرڈ ہارٹن تھے۔ اس جہاز کا روٹ اسلام آباد سے کابل، رشیا سے ہوتا ہوا مانچسٹر تھا۔ اصل وقت روانگی صبح دس تھا ایک گھنٹہ جہاز لیٹ روانہ ہوا۔ پرواز کی بلندی ۳۵ ہزار فٹ تھی اور رفتار ۵۸۰ کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ ۷ ½ گھنٹے کی پرواز مانچسٹر تک کی تھی اور پھر ایک گھنٹہ تقریباً کی لندن تک کی تھی ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلینڈ کے وقت کے مطابق دوپہر کو ۳ ½ بجے مانچسٹر پہنچے وہاں ایک گھنٹہ قیام کے بعد دوبارہ سفر شروع ہوا اور ۵ ½ بجے شام لندن بخیریت پہنچے۔ کسٹم۔ امیگریشن سے فارغ ہونے کے بعد جب باہر آئے تو برطانیہ کی ائیر لائن جسکا نام برٹش ائیر ہے کے سٹاف اور افسران نے خوش آمدید کہا۔ فوٹوز حاصل کئے۔ انفرادی فوٹوز لئے۔ مشروبات دئیے چاکلیٹ ٹافیاں دیں۔ ائیر پورٹ سے وکٹوریہ اسٹیشن تک کا مفت ریل کا ٹکٹ دیا جسکی مالیت 7 پونڈ فی کس یکطرفہ تھی۔ وکٹوریہ پہنچنے پر انہوں نے پیشکش کی جو ہوٹل میں جس کا نام HILTON ہے ٹھہرے گا اسکو ۳۰ پونڈ کرایہ کم کر دیا جائے گا۔ چونکہ ہم نے ہوٹل میں قیام نہیں کرنا تھا اسلئے ہم اپنے دوست جو

ہمیں وکٹوریہ ریلوے اسٹیشن پر لینے آئے ہوئے تھے اور لندن کے مشرق میں ان کا گھر ہے وہاں چلے گئے۔ لمبے سفر کی وجہ سے خوب تھک چکے تھے آرام کرنے کے بعد حضور کے دفتر سے ملاقات کا وقت لیا۔ جو ۲۶/۴/۹۱ شام چھ بجے کا تھا۔ ہم بیت الفضل لندن ۱۲ ½ بجے پہنچے راستہ کا سفر ایک گھنٹہ کا تھا نماز جمعہ آقا کی اقتدار میں ادا کی اور یوں ایک بار پھر پیارے آقا کا دیدار ہو گیا۔ صحت ہر لحاظ سے اچھی ہے۔ نماز جمعہ کے بعد کھانا کھایا۔ چھ بجے حضور کے دفتر میں بغرض ملاقات گئے جونہی باری آئی حضور سے ملاقات جس رنگ میں ہوئی وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی ہم سے بہت بہت پیار کیا گلے لگایا۔ بوسہ لیا۔ اللہ تعالیٰ آقا کو لمبی صحت والی فعال زندگی سے ہر لمحہ نوازے اور ہم سب کو ہر حکم پر ہر تحریک پر عمل کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

دوسری ملاقات ۳۰ اپریل ۹۱ء کو ہوئی کیونکہ حضور نے ہالینڈ اور جرمنی کے سفر پر جانا تھا۔ اسلئے جلدی ہو گئی۔ الغرض حضور سے ملاقات دونوں دفعہ جسطرح ہوئی حضور سے پیار محبت ملی اور جو شفقت فرمائی وہ تاریخی یادگار میرے اور میرے بیٹے کیلئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا عطا فرمائے

اپنے اس سفر میں مکرم حمید احمد صاحب لائلپوری مکرم رشید احمد چوہدری۔ مکرم مقبول احمد ناصر مکرم نعیم احمد ناگی صاحب مکرم مبارک احمد صاحب ساقی۔ مکرم ماجد احمد طاہر صاحب اور امام صاحب عطاء المجیب راشد۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید۔ مکرم مصطفےٰ نصر اللہ خاں صاحب کا خاص طور پر ممنون ہوں جنہوں نے غیر معمولی تعاون ہر لحاظ سے کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کے گھروں کو اپنے فضلوں سے بھر دے اور ہر آن مقبول اعمال کی توفیق دے ہر مشکل آسان کرے اور ہر اس راہ پر چلائے جس سے اس کی رضا حاصل ہوتی ہو۔ خوب سیر کی دل بھر کر بیٹے کو لندن کے تاریخی اہم مقامات دکھائے۔

۹ مئی ۹۱ء کو دوپہر کو ۲ ½ بجے لندن سے روانہ ہو کر ۱۰ مئی ۹۱ء کو صبح ۱۰-۵ پر اسلام آباد اور وہاں سے ۹ ½ بجے اسی روز روانہ ہو کر ۱۱ بجے بخیریت اپنے گھر پہنچ گئے۔

آنکھوں کی حفاظت

گرمی کے موسم میں آنکھوں کی کچھ تکالیف

ہو جاتی ہیں۔ جن میں سے دو کافی عام ہیں۔ جو شروع تو معمولی شکایات سے ہوتی ہیں۔ مگر ان کا انجام بہت برا ہوتا ہے اگر احتیاطی تدابیر اپنائی نہ جائیں۔ ان میں سے آج دو کا ذکر کریں گے۔ ایک تو TRACHOMA یا ککرے ہے اور دوسرا آنکھوں کی ALLERGY ہے۔ ککرے عموماً بڑوں کو ہوتے ہیں اور ALLERGY الرجی کی شکایت بچوں یا جوان لوگوں میں زیادہ عام ہے۔ آنکھوں کی الرجی ALLERGY بچوں میں عموماً ۱۰ سال کے بعد سے شروع ہوتی ہے اور پھر کافی عرصے تک چلتی ہے اس میں عام طور پر آنکھوں میں جلن ہونا۔ پانی آنا۔ آنکھوں میں ہر وقت خارش ہونا شامل ہے۔ مریض آنکھوں میں عام طور پر ہر وقت خارش کرتے رہتے ہیں۔ آنکھوں میں پانی آنے کی وجہ سے آنکھ کی ارد گرد کی جلد بہت خشک ہو جاتی ہے۔ یہ شکایات موسم گرما میں زیادہ ہوتی ہیں۔ اگر شروع میں ہی علاج کروا لیا جائے تو بعد میں بہت سی مشکلات سے بچا جا سکتا ہے۔ پہلی احتیاطی تدبیر یہ ہے کہ

○ آپ آنکھوں کو بار بار نلکے کے صاف پانی سے دھوئیں۔

○ آنکھوں کو صاف کرنے کے لئے صاف ستھرا تولیہ یا TISSUE PAPERS کا استعمال کیا جائے۔

○ آپ نے دھوپ میں باہر جانا ہو تو ہر صورت میں دھوپ کی عینک جو سبز یا نیلی ہو کا استعمال کیا جائے۔

○ ان احتیاطی تدابیر کی وجہ سے بھی آرام نہ آئے تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ آج کل ڈاکٹر STEROIDS کی تیار شدہ دوائیوں یا DROPS مریض کو استعمال کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ جو کہ کافی خطرناک ہیں۔ ان دوائیوں کا صحیح طرح سے اور ہدایت کی مطابق عمل کیا جائے تو آرام آجاتا ہے۔ اور اگر احتیاط سے استعمال نہ کریں اور لمبے عرصے کیلئے استعمال کریں تو اس سے آنکھوں کا کالا موتیا۔ سفید موتیا۔ آنکھوں کے پردے کی تکلیف ہو سکتی ہے۔

اکثر مریض اپنے EYE DROPS کو FREEZE یا جما لیتے ہیں اور جب استعمال کرنا ہو تو دوائی کو فریج سے باہر نکال کر رکھ لیتے ہیں اور جب پگھل جاتی ہے تو استعمال کرتے ہیں۔ یہ انتہائی غلط بات ہے۔ دوائیاں فریج میں ضرور رکھنی چاہئیں مگر FREEZER میں نہیں۔ بلکہ عام خانوں میں۔ اس طرح دوائیوں کا اثر بالکل ختم ہو جاتا ہے اور ان کے استعمال کا کوئی فائدہ نہیں رہتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری آنکھوں کی بیماری ککرے ہیں جو گرم علاقوں میں عام پائی جاتی ہے۔ اس بیماری کی علامات میں آنکھوں میں پانی۔ جلن اور رگڑنے کی شکایات عام ہوتی ہیں۔ مریض کی عمر عموماً ۳۰۔۴۰ سال سے زیادہ ہوتی ہے۔

ککروں کی وجہ سے آنکھ کی اندرونی سطح میں پہلے چھوٹے چھوٹے دانے بنتے ہیں جو بعد میں بڑے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جسکی وجہ سے آنکھ میں رگڑ پیدا ہوتی ہے یہ دانے بعد میں آنکھ میں زخم کر دیتے ہیں۔ ان زخموں کا اگر بروقت علاج نہ کیا جائے اور اگر خدانخواستہ کوئی جراثیموں کی وجہ سے وبائی بیماری ہو جائے تو آنکھ ضائع ہونے کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔

ککروں کیلئے بھی آنکھوں کو صاف ستھرا رکھنا بہت ضروری ہے۔ کوشش ہمیشہ یہی کرنی چاہیئے کہ گھر میں ہر کوئی اپنا تولیہ الگ رکھے۔

ایک دوسرے کا رومال خاص طور پر بھی استعمال نہ کریں۔ دھوپ میں جائیں تو سبز عینک کا استعمال ضرور کریں۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی تکلیف محسوس ہو تو ڈاکٹر سے فوری رجوع کریں۔ آنکھوں کی آدھی بیماریاں احتیاطوں سے ہی ختم ہو سکتی ہیں۔ آج کل خواتین آنکھوں کا میک اپ کرتی ہیں۔ بے شک کریں مگر رات سونے سے پہلے آنکھوں کو ضرور ضرور صاف پانی سے دھوئیں۔ آنکھوں کا سارا MAKE UP صاف کریں۔ نہیں تو الرجی کی شکایت ہو سکتی ہے۔ آنکھوں کو باقاعدگی سے دھونے سے جراثیم نکل جاتے ہیں اور آنکھ صاف ہو جاتی ہے۔ پانچ وقت کا وضو ہی ہمیں بہت سی آنکھوں کی بیماریوں سے بچا سکتا ہے۔

بقیہ: صـ۵ سے آگے

ارجمند صاحب کی قبر تھی۔ وہاں بھی دعا کرنے کا موقعہ ملا۔ ان کی قبر پر حاضری کی اس لئے بھی خوشی ہوئی کہ مجھے پہلے علم نہ تھا کہ یہ بھی وہاں مدفون ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی روح کو بھی تسکین بخشے اور اپنے قرب سے نوازے

تبدیلی نام

میں نے اپنا نام آسیہ سحر کی بجائے آسیہ پروین رکھ لیا ہے۔ لہٰذا اب مجھے آسیہ پروین ہی لکھا اور پکارا جائے۔

آسیہ پروین زوجہ ظفر اقبال بٹ
ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا:۔ عزیزہ حامدہ پروین بنت فضل کریم صاحب فیصل آباد کا کار کیساتھ ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے جسکی وجہ سے شدید چوٹیں آئی ہیں۔ اس وقت سول ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں۔

○ مکرم آغا یحییٰ خان صاحب درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ گذشتہ تقریباً تین ہفتوں سے یرقان کی وجہ سے علیل ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم شیخ عبدالرشید صاحب کے بیٹے عزیز عطاء العلی بعمر ۱۵ سال کا ایک بڑا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم مبارک احمد صاحب نجیب مربی سلسلہ عالیہ کی اہلیہ شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب سرویا دارالرحمت وسطی کا ۳ جون کو کان کا اپریشن ہو رہا ہے

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال:۔ مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب ابن چوہدری محمد اسماعیل صاحب آف بھگول ضلع گورداسپور حال علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ ۲۰ مئی ۹۱ء کو ½۱۱ بجے دن دماغ کی شریان بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اسی روز ½۸ بجے رات آپ کی نماز جنازہ مکرم حیدر علی صاحب ظفر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور نے پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔

○ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب جہلمی مورخہ ۷ مئی ۹۱ء کو بعارضہ قلب وفات پا گئے۔ آپ موصی تھے تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ موصوف مدرسہ احمدیہ قادیان اور جامعہ احمدیہ احمد نگر میں درس و تدریس کا کام سرانجام دیتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تحریک جدید کے دفتر وکالت مال اوّل میں خدمت سرانجام دی ہے۔

○ مکرم ابوظفر محمود صاحب ابن مکرم ابوالفضل محمود صاحب سعیدہ منزل محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ مورخہ یکم مئی کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے آپ ایک عرصہ سے دماغی عارضہ کیوجہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔

مکرم حکیم ملک میر احمد صاحب افغان مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۹۱ء کو تقریباً ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ ان کی تدفین باڈہ ضلع لاڑکانہ میں ہوئی موصوف مکرم سید شمس الحق صاحب کے خسر تھے۔

احباب ان سب کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح:۔ مکرم رفیق احمد صاحب ظفر ابن مکرم شیخ لطف المنان صاحب راولپنڈی کا نکاح ہمراہ عزیزہ خولہ احسان صاحبہ دختر محترم چوہدری محمد احسان الٰہی جنجوعہ صاحب ایڈووکیٹ ربوہ بعوض ۳۰ ہزار روپے حق مہر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے ۱۴ اپریل ۱۹۹۱ء کو بعد از نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں پڑھا۔ عزیز رفیق احمد ظفر حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پور کپورتھلہ کے پڑپوتے اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کے پڑنواسے ہیں۔ احباب رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

ولادت:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم افتخار احمد صاحب شاہد مقیم جرمنی کو ۵ اپریل ۹۱ء کو بروز جمعۃ المبارک پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچہ تحریک وقف نو میں شامل ہے اور اس کا نام "معاذ افتخار" رکھا گیا ہے۔ احباب بچے کی صحت و سلامتی اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

ختم قرآن:۔ عزیز نوید الرحمان صدیقی ابن مطیع الرحمان صدیقی نے ساڑھے چھ سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو نور قرآن سے منور کرے

معاذ اینڈ کمپنی
سوسان روڈ۔ مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد
فون ـــ ۴۳۱۲۷
باتھ روم ٹائلز۔ سینیٹری ویئرز۔ سینیٹری فٹنگز۔ نیشنل ٹائلز
بیز سٹائل ٹائلز برائے فرش و فیس کے لئے خدمت کا موقعہ دیں

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۰۲۳:۔ میں نادرہ بیگم صاحبہ بیوہ ظاہر احمد خان قوم شیخ پیشہ درس و تدریس عمر ۴۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرپور ماتھیلو ضلع سکھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۲/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۱۴۰ گرام مالیتی ۔/۴۲،۰۰۰ روپے (۲) سیمنٹ کی ایجنسی جو بند پڑی ہے مالیتی ۔/۲۵،۰۰۰ (۳) ترکہ خاوند اپنا حصہ فروخت کر دیا ہے مالیتی ۔/۱۰،۰۰۰ روپے (۴) حق مہر ۔/۳۰۰۰ روپے جو کہ خاوند کو معاف کر دیا ہے (۵) پلاٹ ۱۰ مرلہ واقع آفیسر کالونی لاہور۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۲۸۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ۔ نادرہ بیگم کوارٹر نمبر 27-ای پاک سعودی فرٹیلائزرز کالونی میرپور ماتھیلو ضلع سکھر۔ گواہ شد نمبر ۱ طاہر احمد تنویر۔ گواہ شد نمبر ۲۔ امتیاز احمد۔

مسل نمبر ۲۸۰۲۴:۔ میں سارہ ظہیرہ خان بنت ظاہر احمد خان قوم یوسف زئی پٹھان پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرپور ماتھیلو ضلع سکھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وفاقی بجٹ ۱۹۹۱-۱۹۹۲

۲۔ کھرب ۵۸۔ ارب روپے کا بجٹ پیش کر دیا گیا۔ ساڑھے اٹھارہ ارب کا خسارہ۔
۱۱۵۱۔ اشیاء پر درآمدی ڈیوٹی میں کمی۔ انکم ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ شرح میں کمی۔ قابلِ ٹیکس آمدنی کی حد میں اضافہ۔

دفاعی اخراجات میں ۶ء۱۱ فیصد اضافہ۔

امن و امان کے لئے ساڑھے تین ارب روپے مختص کر دیئے گئے۔

ٹیلیفون کی شرح میں اضافہ۔ بینک قرضوں پر ایک فیصد ٹیکس۔ سوتی اور مصنوعی دھاگے پر ڈیوٹی میں اضافہ۔

اخباری کاغذ پر درآمدی ڈیوٹی ختم کر دی گئی۔

بقیہ: صٹ سے آگے

آج بتاریخ ۹۰-۱۲-۱۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) انگوٹھی بالیاں 8 ماشہ مالیتی -/۲۴۰۰ روپے (۲) ہلکا لاکٹ سیٹ ۱۱ گرام مالیتی -/۲۷۰۰ روپے (۳) ترکہ والد صاحب سے حصہ جو کہ لاہور سیشن کورٹ کے بنک میں قانونی طور پر ابھی حقدار نہیں ہوں -/۱۲۲۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ سارہ ظہیرہ خان کوارٹر ای- 27 پاک سعودی فرٹیلائیزر کالونی میرپور ماتھیلو۔ گواہ شد نمبر۱۔ طاہر احمد تنویر گواہ شد نمبر۲۔ امتیاز احمد۔

مرغیوں کی چیچک

چیچک روک -/۳ روپے فی شیشی
چیچک پلز -/۳ روپے فی شیشی
تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ کمپنی ادا کرے گی

(ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ
کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ
فون ۷۷۱، ۶۰۶

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک۔ ربوہ
اوقات کار: ۴ ۱/۲ شام تا ۸ ۱/۲ بجے
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

ملکی خبریں

○ نوشہرہ کے قریب دھماکوں کے باعث سو سے زائد افراد کے ہلاک اور متعدد زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہے تاہم سرکاری طور مرنے والوں کی تعداد ۱۲ اور زخمیوں کی تعداد ۶۰ بتائی گئی ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق فوجی ڈپو کے ۵۵ فوجی اور سول ملازم لاپتہ ہیں۔

○ ملٹری آپریشنز کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا ہے کہ سانحہ نوشہرہ میں تخریب کاری کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ حادثاتی سانحہ بھی ہو سکتا ہے آگ پر قابو پایا جا چکا ہے۔ تاہم اسلحہ ڈپو کے دس فیصد میں ابھی تک آگ سلگ رہی ہے۔ اسلحہ تین گھنٹے مسلسل جلتا رہا اور میزائل فضا میں اڑتے رہے اسلحہ ڈپو کا ریکارڈ بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ ایک بریگیڈیئر کی سربراہی میں کورٹ آف انکوائری تشکیل دی گئی ہے جو ۹ جون تک اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

○ نوشہرہ سے قومی اسمبلی کے رکن اجمل خٹک نے کہا ہے کہ فوج کے بتائے ہوئے اعداد و شمار غلط ہیں۔ سانحہ نوشہرہ میں کہیں زیادہ لوگ ہلاک و زخمی ہوئے ہیں۔ یہ اعداد و شمار صرف فوجی ہسپتالوں کے ذرائع کے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اسلحہ ڈپو کو شہر سے باہر منتقل کیا جائے۔

○ شیرانی اور وزیر قبائل کے درمیان کوئلے کے پہاڑ کی ملکیت کے تنازعہ پر خونریز تصادم کے نتیجہ میں شیرانی قبیلہ کے تین افراد ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔

اعلیٰ اور سستی اشیاء خورد و نوش کی خریداری کا مرکز
جمعہ سٹور
رحمت بازار۔ ربوہ
میاں مبارک احمد (الانصاف والے)

غیر ملکی خبریں

○ خلیج بنگال میں ایک اور خوفناک طوفان بنگلہ دیش کے ساحلوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی امدادی ٹیموں نے اپنی کشتیاں اور ہیلی کاپٹر ہٹا لئے ہیں۔ یاد رہے کہ اپریل میں آنے والے سمندری طوفان میں ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

○ امریکہ اور روس کے درمیان ہتھیاروں کے کنٹرول کے بارہ میں اصولی طور پر سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

○ اقوام متحدہ نے عراق کو اپنی تیل کی آمدنی کا ۳۰ فیصد بطور تاوان جنگ کویت پر حملے سے متاثرین کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ عراقی سفیر نے اسے ناقابل برداشت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ عراق کی تیل کی صنعت پہلے ہی تباہ ہو چکی ہے اور معیشت زبوں حالی کا شکار ہے۔

○ ایتھوپیا کے معزول صدر نے عدیس ابابا میں اٹلی کے سفارتخانے میں پناہ حاصل کر لی ہے۔

○ ایک اطلاع کے مطابق ایتھوپیا میں اسلحہ کے ڈپو میں آگ لگ جانے سے ایک ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔

○ امریکی صدر اگلے ماہ ترکی اور یونان کا سرکاری دورہ کریں گے۔

○ بھارتی کانگریس آئی کے نئے صدر نرسیما راؤ نے صدر کی طرف سے قومی حکومت بنانے کی تجویز مسترد کر دی ہے اور کہا ہے کہ ان کی پارٹی انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کرے گی۔

○ صدر گورباچوف نے امریکہ اور مغربی ممالک سے دو سو پچاس ارب ڈالر امداد حاصل کرنے کے لئے ایک وفد ان ملکوں میں بھیجا ہے۔

لندن جانے والوں کیلئے
خوشخبری
گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی لندن جانے والوں کے لئے رعائتی ٹکٹ کا انتظام کیا گیا ہے۔ جن احباب نے ویزا حاصل کر لیا ہو وہ فوری طور پر رابطہ قائم کریں۔
ربوہ کے احباب کے لئے ۷۔ جون کو ۲۶/۱۶ دارالرحمت وسطی ربوہ پر سیٹیں بُک کرنے کا انتظام ہو گا۔
ائر ماسٹرز ایمپریس ہاؤس نزد ریلوے
ہیڈ کوارٹر۔ ۲۸ ریلوے روڈ۔ لاہور
مینجر سید ظہیر احمد شاہ
ٹیلیفون ۳۱۲۸۶۱